احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

روزنامہ
CPL 61
الفضل ربوہ
PH: 0092 4524 213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 31 جنوری 2000ء - 22 شوال 1420 ہجری - 31 صلح 1379 ہش جلد 50-85 نمبر 25

پرحکمت طریق

حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو ہمیں وعظ کیا کرتے تھے- ایک شخص نے آپ سے کہا اے ابو عبدالرحمان میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ کیا کریں- فرمایا- جوبات مجھے روکتی ہے یہ ہے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہاری اکتاہٹ کا موجب ہوں- اس لئے میں وقفہ دے کر وعظ کرتا ہوں جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقفہ وقفہ کے بعد وعظ فرماتے تھے اس خیال سے کہ ہم کہیں اکتانہ جائیں- (صحیح بخاری کتاب العلم باب من جعل لا ھل العلم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار میں رکے- اس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے- دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا، تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے، مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے کبھی کسی کی پروانہیں کی- یہاں تک کہ جب ابو طالب آپؐ کے چچانے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا- اس وقت بھی آپؐ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رک سکتا- آپ کا اختیار ہے' میرا ساتھ دیں یا نہ دیں-

پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے- اسی طرح امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے (نیکی کی تلقین کرو اور برائیوں سے روکو) مومنوں کی شان ہے- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے- پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو- ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور انداز بیان ایسا ہونا چاہئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے-

(ملفوظات جلد اول صفحہ 281-282)

18- نومبر 1901ء سیر سے واپسی پر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو خطاب کر کے فرمایا:-

میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزہ کو وقتاً فوقتاً (دعوت الی اللہ) کرتے رہتے ہیں- یہ بہت ہی عمدہ بات ہے- ہر وقت انسان کو فکر کرنی چاہئے کہ جس طرح ممکن ہو- عورتوں اور مردوں کو اس امر الٰہی سے اطلاع کر دیوے- حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اسی طرح سوال کیا جائے گا' جیسے کسی قوم کا نبی- غرض جو موقعہ مل سکے' اسے کھونا نہیں چاہئے- زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (-) حکم ہوا' تو آپ نے نام بنام سب کو خدا کا پیغام پہنچا دیا- ایسا ہی میں نے بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر (دعوت الی اللہ) کی ہے اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں-

(ملفوظات جلد اول صفحہ 583-584)

دعوت حق کے لئے پُر حکمت طریق

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قلم سے حضرت مسیح موعود کا اثر انگیز تذکرہ:-

"آپ کا یہ طریق تھا کہ حق کو آہستگی اور نرمی سے پھیلایا جاوے- حکیم محمد حسین صاحب نے جب مرہم عیسیٰ کے اشتہارات میں مسیح کے واقعہ صلیب سے بچنے اور وفات مسیح کا ذکر کر کے بہت سے اشتہارات چھوٹے اور بڑے اردو اور انگریزی میں چھپوائے اور انگریزوں کی گاڑیوں میں وہ اشتہار پھینکے تو ایک شور مچ گیا اور حکیم صاحب پر مقدمہ بن کر ان کو ایسے اشتہارات سے جج نے روک دیا تب حضرت صاحب نے فرمایا-

"اگر حکیم صاحب آہستگی اور نرمی سے اپنا کام کرتے چلے جاتے تو بیسیوں سال تک بھی ان کو کوئی نہ روکتا"

(بدر- قادیان-11- دسمبر 1913ء ص 8)

آخری لمحات میں پیغام حق

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ سالانہ 1912ء کے موقع پر سنایا کہ آخری دن (25- مئی 1908ء) حضرت مسیح موعود نے "پیغام صلح" کا مضمون ختم کیا تو فرمایا کہ آج ہم نے اپنا کام ختم کیا- عصر کی نماز میں ایک صاحب نے مباحثہ کا رنگ اختیار کیا- آپ اسے بہت سمجھاتے رہے جب اس نے بہت ضد کی تو بالآخر فرمایا "ہم تو اپنا کام پورا کر چکے ہیں اب تم جاؤ جو تمہارا جی چاہے کرتے پھرو"

ہمارا کام تھا وعظ و منادی
سو ہم سب کر چکے واللہ ہادی

(بدر 11- دسمبر 1913ء ص 10)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں نمبر 86

ریکارڈ شدہ - یکم اکتوبر 99ء

حضور ایدہ اللہ نے کلاس کے آغاز میں فرمایا:-

یہ اردو کلاس اس شکل میں آخری اردو کلاس ہے۔ یہ بھی صرف اپنے غلام قادر کے بچوں کی خاطر ہے۔ کیونکہ ان کو بے انتہا شوق ہے۔

اپنی نانی کو دیکھیں گے تو ان کو بہت خوشی ہو گی۔ اس لئے میں نے آج یہ اردو کلاس رکھی ہے۔ آپ میں سے اکثر کو شاید پرانی باتیں یاد بھی نہ ہوں۔ لیکن آڈو صاحب کو یاد ہیں۔ اس طرح اب دوبارہ کلاس شروع ہوگی۔ پہلے دن سے اس کی فلم دکھایا کریں گے۔ اور اس دوران ایسی ایسی باتیں بھی آئیں گی جس کا اکثر لوگوں کو پتہ نہیں ہے۔

اُلّو سلامت

فرمایا آپ کو الو سلامت یاد ہے؟

اُلّو سلامت ایک کہانی ہوا کرتی تھی۔ جو جنگل کا بادشاہ تھا وہ بہت عقلمند مشہور تھا سارے جانور اس سے مشورہ کرتے تھے۔ سب کی سرداری کرتا تھا۔ دوسرے جنگل والوں سے جب لڑائی ہوا کرتی تھی وہ ان کو کہتا تھا یہ کر وہ کر وہ کہانی کئی قسطوں میں چلی ہے۔ اتنی لمبی کہانی تھی کہ میرا خیال ہے تین یا چار اردو کلاسیں اسی پہ وقف ہو گئی تھیں۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے تھے یہ کہانی کس نے بنائی ہوئی ہے۔ میں بتایا نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ وہ کہانی خود میں نے ہی بنائی تھی۔ ایک اور کہانی بونوں کی تھی۔

بونوں کی کہانی

اندر اندر بونے چلتے بہت مزے دار لڑائیاں بھی ہوتیں۔ جس میں بہت کافی لمبا قصہ ان کا چلتا تھا۔ یہ دو کہانیاں ان بچوں کو جو آج میرا یہ تبصرہ سن رہے ہیں ان میں اکثر کو یاد بھی نہیں۔ دیکھ لو یہ بچے چھوٹے چھوٹے آئے تھے اور اتنے بڑے ہو گئے ہیں کئیوں کی شادیاں ہو گئیں۔ کئی نانی اماں بن گئیں کوئی اتنا بڑا ہو گیا کوئی اتنا بڑا۔ کسی کی شادی ہونے والی ہے۔ اب اس کلاس کو زیادہ لمبا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں نے اب یہ کہا ہے کہ اب دو طرح کی کلاسیں ہوا کریں گی۔

نیا طریق

ایک تو ہادی علی صاحب یا جن کو بھی توفیق ملے وہ لگایا کریں گے بدھ کے دن

اردو لکھنا پڑھنا سیکھو

وہ چاہے چھوٹی کلاس ہو آدھے گھنٹے ہی کی سہی۔ مگر وہ اردو لکھنا پڑھنا سکھائیں گے۔ اس میں کھانا وانا کچھ نہیں ہوا کرے گا۔ اور جمعہ اور ہفتے کو پرانی کلاسز کی دہرائی ہوا کرے گی جو بچے اس وقت سن رہے ہیں ان میں سے بعض بڑے بھی ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کہانیاں کیا تھیں۔

بہت لمبی کہانیاں ہیں اور سخت مزے کی ہیں۔ کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کہانیاں میں نے بنائی ہوئی ہیں۔

ہمارے ابا جان کو بھی کہانی بنانے کا شوق تھا۔ وہ بھی بعض دفعہ ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کہانیوں کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تصور ہوتا ہے۔ یعنی پینٹر تصور کی جو لفظوں میں تصویر بناتے ہیں اس کو کہانی کہتے ہیں۔ یاد رکھو سچی کہانیاں صرف وہ قصص ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہیں۔ کسی کتاب میں سچی کہانی نہیں ہے۔ کہانی کا سچ جھوٹ کا سوال ہی کوئی نہیں ہوا کرتا۔ تصور ہے۔ دماغ میں جو آیا ہے آتا چلا جائے آتا چلا جائے اور اس کی لفظوں میں تصویر کھینچتا چلا جائے اس طرح کتاب لکھی جاتی ہے۔ ہر تصور کو کوئی جھوٹ نہیں کہتا۔ اس پہلو سے انشاء اللہ جو کلاسیں آگے چلیں گی وہ آپ کو شروع سے دیکھنے کا مزہ آئے گا۔

اب دیکھیں کتنے بڑے بڑے ہو گئے شادیاں ہو گئیں ہونے والی بھی ہیں۔

فرمایا میری چھوٹی لاڈلی کہاں گئی۔ وہ پیاری سی چھوٹی سی خوش نصیب بچی جس نے پہلے بھی بارہا خلیفہ وقت سے بے پناہ پیار حاصل کیا کو حضور نے پاس بلایا اور فرمایا

جب تم بوڑھی بابن ہو جاؤ گی اس وقت اگر دل چاہے تو اس وقت کی کیسٹ دیکھا کرنا کتنا مزہ آئے گا وہ زمانہ بدل گیا ہو گا پتہ نہیں کس صدی کی بات ہوگی۔ اور تم اپنے آپ کو دیکھا کرو گی چھوٹی سی پیاری سی بچی۔

بچوں کو پیغام

حضور ایدہ اللہ نے محترمہ صاحبزادی امتہ الباسط بیگم صاحبہ کو اپنے پاس بلایا۔ اور ازراہ شفقت فرمایا:-

باچھی جی آپ نے بچوں کو کچھ کہنا ہے۔ ان کو سلام کہہ دیں۔ سب کے نام لے لے کر سلام کہو۔ محترمہ صاحبزادی امتہ الباسط بیگم صاحبہ نے بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:- سطوت' کرشن' مفلح' نورالدین تم لوگوں کو بہت بہت سلام ہو میں یہاں لندن میں ابا حضور کے پاس آئی ہوئی ہوں۔ تم لوگوں کو نظر آرہی ہوں گی۔ تم لوگوں کو اردو کلاس کا بہت شوق ہے نا۔ تم دیکھو کہ میں یہاں آکر تمہارے ساتھ بات کر رہی ہوں ادھر تم لوگ مجھے دیکھ رہے ہوگے۔

ابا حضور نے جو اردو کلاس کا ریویو کیا ہے اس میں بہت مزے مزے کی باتیں آنے والی ہیں انشاء اللہ تم لوگ پھر دیکھنا۔ السلام علیکم خدا حافظ۔

حضور انور نے فرمایا:-

کھانے کا انتظام فضل صاحب نے کیا ہوا ہے ان کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے۔

دو معزز مہمان

ابھی کلاس جاری تھی کہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب اور (ر) جنرل مسعود الحسن صاحب نوری معروف سرجن دونوں تشریف لے آئے۔ حضور ایدہ اللہ نے روئے سخن ان کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:-

آگئے بھئی مبشر' ڈاکٹر صاحب تشریف لائیں۔ آج ہی آپ نے جانا تھا۔ آج میرا خیال تھا کہ آپ دونوں کو بھی اردو کلاس میں شامل کریں گے آؤ جی مبشر۔

آج کی جو اردو کلاس ہے یہ غلام قادر کے بچوں کی خاطر ہے کیونکہ ان کو بے انتہا شوق ہے وہ اپنی نانی کو دیکھنا چاہتے تھے۔ اور ان سے سننا چاہتے تھے۔ تو انہوں نے ان کو مخاطب کر کے نام لے لے کر کچھ باتیں کی ہیں۔ اس کلاس کا ہم نے کچھ ریویو کیا ہے میرا خیال ہے آپ لوگوں کے لئے بھی نیا ہوگا۔

اس میں میں نے دو بڑی بڑی کہانیاں بنائی تھیں اتنی لمبی کہانیاں تھیں کہ کئی کلاسوں تک پھیل گئی تھیں۔ ایک کہانی کا نام تھا۔

"الو سلامت"

وہ آڈو صاحب کو بہت پسند تھا۔ آڈو صاحب آج آئے نہیں۔

دوسری بونوں کی کہانی تھی۔ اور وہ دونوں کہانیاں میں نے خود بنائی ہوئی تھیں لوگ مجھ سے پوچھا کرتے تھے کہ یہ کہانیاں کس نے بنائی ہیں میں ان کو بتایا نہیں کرتا تھا۔

اچھا ہوا آپ وقت پہ آگئے میرا خیال تھا کہ ایک اردو کلاس میں آپ بھی شامل ہو جائیں۔

کیوں مبشر آپ اپنے بچوں کو کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ یہاں آئیں مخاطب کر کے بات کریں۔

(اسی دوران حضور انور نے عزیزم طلحہ کا حال دریافت فرمایا' فرمایا بڑا ہو گیا ہے) ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے عرض کیا حضور میں تو یہی عرض کروں گا کہ دعاؤں میں جس طرح پہلے یاد رکھتے تھے اب بھی یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہر طرح خیر فضل فرمائے۔ وہاں محمود کلاس ضرور دیکھتا ہے اس کو بھی چاہئے جس طرح حضور ہدایات فرماتے ہیں اس طرح کریں۔

حضور نے فرمایا بہت سی باتوں کا پتہ نہیں ہے جو ہو چکی ہیں اب جو دوبارہ کلاس چلے گی تا وہ ساری باتیں پھر دوبارہ سنائی جائیں گی۔

نوری صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہیں گے۔ آ جائیں۔

(اسی دوران حضور انور نے ایک چھوٹے سے بچے کو گود میں اٹھایا اور پیار فرمایا اور بعض باتیں فرمائیں۔ جب بڈھے ہو جاؤ گے پرانے زمانے کی کیسٹیں دیکھا کرنا۔ پتہ نہیں اگلی صدی میں کب بڈھا ہو گا۔ انتظار کرتے کرتے برا حال ہو جائے گا۔)

مکرم ڈاکٹر نوری صاحب نے یوں گفتگو کا آغاز کیا۔ السلام علیکم

حضور انور نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

سب بچوں کو دعا کے لئے درخواست ہے۔ سبھی کے لئے دعا کریں۔ ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور حضور کی جو باتیں ہیں ان کو سن کر ان پر عمل کریں۔ اور خصوصاً قادر کے بچوں کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضور نے فرمایا:-

جزاک اللہ بہت اچھا پیغام ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اچھا السلام علیکم۔ خدا حافظ۔ اب آپ لوگ کھانے وانا کھالیں گے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نصرت الٰہی

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہر گز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(درثمین)

پبلشر آغا سیف اللہ- پرنٹر قاضی منیر احمد- مطبع ضیاء الاسلام پریس- مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے عالمی درس کے اہم نکات نمبر 22 — 4 جنوری 2000ء

نفس کے شتر بے مہار کو اتنا کمزور کر دو کہ سوئی کے ناکے سے نکل جائے

خدا کو عجز پسند ہے وہ سب باتیں جو تکبر میں شامل ہیں وہ لازماً جنت سے دور کر دیتی ہیں

جو اپنی طاقتوں کو زیادہ استعمال کرے گا اسکو اتنی ہی زیادہ ترقی دی جائے گی جو کم استعمال کرے گا اتنی ہی کم اسکی ترقی ہوگی

(درس کے یہ اہم نکات ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: 4 جنوری 2000ء سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان مبارک کے درس قرآن میں آج سورہ الاعراف کی آیات 28 تا53 کا درس دیا۔ حضور ایدہ اللہ کے درس کے اہم نکات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے سورہ الاعراف کی آیت نمبر28 کی تفسیر میں فرمایا شیطان کا واقعہ صرف آدم کے وقت میں نہیں ہوا۔ ہر شریعت کے نزول کے وقت یہ واقعہ ہوتا ہے۔ جس طرح آدم وحوا کا لباس چھینا گیا کہیں تمہارا بھی لباس نہ چھین لیا جائے۔ شیطان وہاں سے تمہیں دیکھ رہا ہے۔ جہاں سے تم نہیں دیکھ رہے۔ ایک شیطان نفس کے اندر بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ شیطان کے چیلے محفلوں میں بھی بیٹھے ہوتے ہیں جہاں سے وہ انسانوں کو بہکاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت نمبر29 الاعراف' کے ضمن میں فرمایا فاحشہ کے معنوں کو مفسرین نے محدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ مشرکین بعض اوقات خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے۔ فحشاء ساری دنیا میں وبائی بیماریوں کی طرح ہیں۔ بعض بیماریاں اندر ہی اندر خراب کرتی ہیں۔ بعض چھوت چھات کی طرح ایک سے دوسرے کو لگتی چلی جاتی ہیں۔ مثلاً کسی بے حیائی کا فیشن ہو تو یہ آگے چل پڑے گی۔ بچے دیکھتے ہیں کہ جس بات سے ماں باپ لطف اندوز ہو رہے ہیں وہ پھر اسی راہ پر چل پڑتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے آباء تھے جن کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا۔ قرآن واضح کرتا ہے کہ اللہ کبھی فحشاء کا حکم نہیں دیتا۔ یہ نفس کے بہانے ہیں۔

سورہ الاعراف کی آیت نمبر30 کی تفسیر میں حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کا ارشاد پیش فرمایا۔ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود سے سوال کیا کہ نماز میں اللہ کا نقشہ کس طرح دل پر طاری کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا اخلاص سے خدا کو یاد کرو۔ اس کے احسانوں کا مطالعہ کرو۔ اس کی طرف ایسا رجوع کرو کہ یہ احساس ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے یا یہ کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ ہر شرک سے پاک ہو جاؤ۔ ادعیہ ماثورہ مانگتے ہوئے بہت توبہ و استغفار سے کام لو۔ اور اللہ کی محبت میں محو ہو جاؤ۔

سورہ الاعراف کی آیت نمبر31 کے ضمن میں فرمایا جو نیکی کی طرف جھکنے والا بندہ ہوتا ہے خدا اسے نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے اور جو بدی کی طرف جھکنے والا ہوتا ہے اسے بدی کا راستہ دکھاتا ہے۔

الاعراف آیت نمبر32 کی تفسیر میں حضور ایدہ اللہ نے زمخشری کے حوالے سے فرمایا زینت کا مطلب ہے کہ بہترین لباس اور شکل وصورت لے کر بیت الذکر میں جائے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا یہ خدا تعالیٰ کا ان عرب لوگوں اور ساری دنیا پر احسان ہے کہ کہا کہ کھاؤ اور پیو مگر زیادتی نہ کرو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بعض بنیادی باتیں یاد رکھنا ضروری ہیں۔ خدا کے گھر میں اچھا لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر جانا سنت ہے۔ اگر بدبودار چیز کھا کر جائیں گے تو بودار ڈکار آئیں گے جس سے ساتھ کھڑے لوگوں کو برا لگے گا۔ زیادہ کھانے سے بھی بعض دفعہ بے ہودہ حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں اس لئے زیادہ پیٹ بھر کر کھانے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ پہلی بات یہ کہی کہ زینت لے کر جاؤ۔ اور دوسری کہی کہ کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔ دونوں باتیں حفظان صحت کے اصول ہیں۔ جو زینت لے کر خدا کے گھر جائے گا اللہ اسے زینت عطا کرے گا حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کھانے پینے کا اصول یہ ہے کہ ہر چیز کھاؤ جو جائز ہے۔ مگر ہاتھ روک کر کھاؤ۔ ارشاد نبوی ہے کہ ابھی بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لو۔

سائنسدانوں نے یہ بات ثابت کی ہے کہ بھوک مٹنے کا احساس کھانا ختم کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ نکتہ بیان فرما دیا کہ بھوک باقی ہو تو چھوڑ دو۔ مطلب یہ نہیں کہ بھوکے رہو۔ بلکہ زیادہ نہ کھاؤ۔ یہ وزن کم کرنے کا نسخہ بھی ہے۔

سورہ الاعراف کی آیت نمبر33 کی تفسیر میں فرمایا اگر کوئی اچھی کار پر سفر کرے تو اعتراض کا حق نہیں۔ یہ بھی زینت کا حصہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کو لوگ قیمتی تحفے' جبے وغیرہ دیتے تھے۔ تو حضور ﷺ ایک بار ضرور پہنا کرتے تھے۔ اکثر لوگ مانگ لیا کرتے تھے ورنہ بار بار بھی شاید پہنتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے جبہ پہنا ہوا تھا۔ پورا چاند بھی نکلا ہوا تھا۔ میں کبھی حضور کو دیکھتا اور کبھی چاند کو۔ خدا کی قسم آنحضرت ﷺ کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن تھا۔

سورہ الاعراف کی آیت 34 کی تفسیر میں حضور ایدہ اللہ نے امام راغب کے حوالے سے فرمایا فحشاء سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جو حد سے بڑھا ہوا ہو۔ فحشاء کے ساتھ بے حیائی لازمی بات ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا خدا نے ظاہری اور اندرونی دونوں قسم کے گناہ حرام قرار دیئے ہیں۔ انجیل میں ایسی تعلیم نہیں جو قرآن کریم میں گہرے حکیمانہ اصولوں پر مبنی ہے۔ قرآن کے آگے بڑھنے سے یہ تعلیم آگے بڑھی۔ ہر زمانے کی باتیں اس میں موجود ہیں آنحضرت ﷺ نے فحشاء اور بے حیائی کی ہر قسم کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی جو آئندہ زمانے میں ہونی تھی ان سب سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سورہ اعراف کی آیت نمبر35 کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ماضی کی امتوں کا دور مقرر تھا۔ پھر وہ کہانی بن گئیں۔ یہی حال موجودہ زمانے میں بھی ہوگا۔ جو ترقی کرتی ہیں آخر گرتی ہیں۔

سورہ اعراف کی آیت نمبر36 میں ذکر ہے کہ اے ابنائے آدم اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں اور میری آیات پڑھیں تو جو تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے اس کو کوئی خوف نہ ہوگا نہ وہ غمگین ہوگا۔

سورہ الاعراف کی آیت نمبر37 کی تفسیر میں فرمایا جنہوں نے آیات کو جھٹلایا۔ یاد رکھیں جھٹلایا تکبر سے جاتا ہے۔ شیطان تکبر سے گمراہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا عجز سے کام لو۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

خدا کو عجز پسند آئے گا۔ وہ سب باتیں جو تکبر میں شامل ہیں وہ لازماً جنت سے دور کر دیتی ہیں۔

آیت نمبر38 کی تفسیر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کا ارشاد بیان فرمایا کہ خدا پر افترا کرنے والا سب سے بڑا کافر ہے۔ دوسرا وہ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرے۔ حضرت مسیح موعود اس سے یہ استنباط فرماتے ہیں کہ اگر میں مفتری ہوں اور میں نے خدا پر افترا کیا ہے اور اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ لیا ہے تو اگر یہ بات ہے تو گویا میں نے اس کے نشانات کو جھٹلا دیا ہے۔ اتنے بڑے کافر کی خدا کس طرح تائید کر سکتا ہے۔ کیا جھوٹ کی جزا یہ ہوتی ہے کہ اسے انعامات دیئے جائیں۔ یہ جزا تو ہمیشہ سے سب نبیوں کے حق میں ہوتی ہے۔ جس نے جھوٹ بولا وہ تباہ ہو گیا۔ تمام انبیاء اللہ کے تائید یافتہ تھے۔

سورہ الاعراف آیت نمبر39 کی تفسیر میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جب بڑے اور چھوٹے سب لوگ آگ میں داخل ہوں گے تو جو چھوٹے لوگ ہیں وہ کہیں گے کہ ان بڑوں کو دگنا عذاب دیا جائے۔ زیادہ عذاب دیا جائے۔ کیونکہ ہم کو ان کے پیچھے چلنے کی وجہ سے یہ عذاب مل رہا ہے۔ اس کے جواب میں بڑے لوگ کہیں گے کہ انہوں نے ہماری بات کیوں مانی؟ جو چھوٹے لوگ بڑوں کے پیچھے لگیں گے وہ برابر کے ذمہ دار ہوں گے۔ تب اللہ کہے گا کہ سب کو ہی دوہرا عذاب مل رہا ہے۔ جو جل رہا ہے اس کو یہی پتہ لگے گا کہ اسی کو زیادہ عذاب مل رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جنت کو دائمی اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ واقعی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا ہر لمحہ بڑی تیزی سے گزرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جہنم کا ہر لمحہ بہت مشکل سے گزر رہا ہوگا۔ اس سے لگے گا کہ یہ ہمیشہ کے لئے ہے ایک جگہ خالد کا مطلب ہمیشگی ہے یعنی جنت میں اور دوسری جگہ (یعنی جہنم میں) اس کا مطلب لمبا عرصہ ہے۔

سورہ الاعراف کی آیت نمبر41 کی تفسیر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کا ارشاد بیان فرمایا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ بدکار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحوں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے وہ ذلیلوں کی طرح رد کئے جاتے ہیں۔ تمام مومنوں اور رسولوں کا مرنے کے بعد رفع روحانی ہوگا۔ کافر .ں کا نہیں ہوگا۔ کافروں کے لئے حکم ہے کہ آسمانوں کے دروازے ان کے لئے کھولے نہیں جائیں گے۔ یعنی ان کا رفع نہیں ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ کفار جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جائے۔ اس سے مراد ہے کہ نفس کے شتر بے مہار کو اتنا کمزور کردو کہ سوئی کے ناکے سے نکل جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ دنیاوی لذائذ پر موت وارد کر دے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس میں ایک حل طلب سوال باقی رہ جاتا ہے کہ جب جنت کے دروازے ان پر کھولے نہیں جائیں گے اور وہ رد کردیئے جائیں گے تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی روحیں دنیا میں ہی بھٹکتی پھریں گی۔ اس سے پھر کئی کہانیاں جنم لیتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ جو روح دنیا سے چلی جائے وہ پھر دوبارہ واپس نہیں آتی۔ وہ اپنے رفع کی تلاش میں بھٹکتی ہیں مگر دنیا میں نہیں آتیں۔ یہ مسئلہ خوب سمجھ لینا چاہئے ورنہ بہت سی غلط باتیں شروع ہو جاتی ہیں کہ روحیں بھٹک رہی ہیں۔ بھوت پریت کے قصے شروع ہو جاتے ہیں۔ بھٹکنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ خواہش کریں گی کہ ان کا بھی رفع ہو مگر نہیں ہوگا۔ بہرحال وہ واپس نہیں آئیں گی۔

آیت نمبر43۔ الاعراف کے ضمن میں فرمایا مومنوں اور کافروں دونوں پر ان کی طاقت سے اور ان کی حیثیت اور صلاحیت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ جتنی بھی ان کی طاقت و صلاحیت ہوگی اسی کے مطابق بوجھ ڈالا جائے گا۔ اس سے یہ بھی مطلب نکلتا ہے کہ جس شخص میں جتنی صلاحیت ہو اگر وہ اس کو استعمال کرلے تو اتنی ہی زیادہ اس کی ترقی ہوگی اور جتنی کم طاقتیں استعمال کرے گا اتنی ہی کم اس کی ترقی ہوگی۔

آیت نمبر44 کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے امام رازی کی تفسیر بیان فرمائی۔ اللہ کے فضل اور رحمت سے جو برکات نازل ہوتی ہیں وہ مکاشفات ہیں۔ یہی وہ نہریں ہیں جن کی جنت میں ملنے کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ آواز دی جائے گی کہ یہ جنت ہے جس کے تم وارث ہو۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اگر نجات اللہ کے فضل سے ہے تو عمل کی کیا ضرورت ہے اور اگر اعمال سے ہے تو فضل کی کیا ضرورت ہے؟ حضور نے فرمایا ایمان سے انسان جنت کا وارث بنتا ہے۔ نجات تو فضل سے ہے مگر فضل ایمان سے ہی ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کی آپس میں سخت دشمنی تھی تو اللہ نے اس کی تردید کردی ہے۔ اور صحابہ کو بری قرار دیا ہے۔ اگر کوئی مخاصمت موجود بھی تھی تو اللہ نے اسے کھینچ کر نکال دیا اور پاک کردیا۔ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کردی۔

آیت نمبر45 کے ضمن میں فرمایا الاعراف کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں جو سب سے بڑے مقام پر فائز ہیں۔ آپ سب سے بلند آواز میں ندا کریں گے جس سے سب اہل جنت تک آواز پہنچ جائے گی۔

سورہ اعراف کی آیت نمبر46 کی تشریح میں حضرت خلیفہ رابع ایدہ اللہ نے فرمایا جو غیر اللہ کے بندے ہیں ان کا جھکاؤ ہر ٹیڑھی بات کی طرف ہوتا ہے وہ اس طرف ہی گریں گے جدھر جہنم ہے۔ اس سے پل صراط کی بات بھی سمجھ آتی ہے کہ پل صراط پر چلنے والے ٹھوکر کھاتے ہیں تو جو نیک لوگ ہیں وہ لازماً جنت کی طرف ہی گریں گے اور بد لوگ جہنم کی طرف ہی گریں گے۔

آیت نمبر47 کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ظاہری لفظوں پر اطلاق نہ کریں۔ جو معنی ہیں ان پر نظر رکھیں آنحضرت ﷺ کے متعلق خصوصی طور پر دوسری آیات سے ثابت ہے کہ آپؐ بلند ترین مقام پر فائز ہوں گے۔ آپؐ ہی ہوں گے جو اہل جنت کو آواز دیں گے کہ سلام ہو۔ جو ابھی داخل نہیں ہوئے ہوں گے، جو بعد میں آنے والے ہیں اور آنحضرت ﷺ سے وفا کریں گے۔ ان کو بھی آنحضرت ﷺ جنت میں داخل کرکے لے جائیں گے اعراف سے مراد یہ ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان فصیل حائل ہے۔ ان معنوں میں کہ جنتی اور ہیں اور جہنمی اور ہیں۔ قرآن کریم آنحضرت ﷺ کے بلند مرتبے کا ذکر کرتا ہے۔ آنحضرتؐ اس جنت میں داخل کریں گے جو بہت اعلیٰ درجے کی جنت ہوگی۔ وہ بلند ترین مقام پر ہوگی اس سے درجات کی بلندی مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ بلند درجات پر فائز جنتی نچلے درجے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہو۔

آیت نمبر51 الاعراف۔ کی تشریح میں حضور نے فرمایا اہل جہنم اہل جنت سے پانی طلب کریں گے۔ کہ ہمیں جنت سے کچھ پانی دے دو۔ جب پانی دینے کا وقت تھا اس وقت تم مستحق نہ ٹھہرے۔ اب تو جو بھی ہے وہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

سورہ الاعراف آیت نمبر52 کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کی محبت ہر آفت کی ابتداء ہے۔ دنیا کی محبت نے ان کو گمراہ کرکے رکھ دیا۔

سورہ الاعراف آیت نمبر53 کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کا ارشاد بیان فرمایا کہ ہم قرآن کو ہر دوسری چیز بلکہ ہر ایک چیز پر فضیلت دیتے ہیں۔ اگر قرآن کسی حدیث سے ٹکرائے تو مطلب یہ ہے کہ تم سمجھے نہیں۔ استغفار کرو تاکہ اللہ سمجھا دے۔ اگر حدیث واقعۃً ٹکرا رہی ہو تو پھر یہ حدیث ہے ہی نہیں۔ ایسی بات خود سامنے بیان کردیتی ہے۔ مضمون بتا دیتا ہے کہ یہ قرآن سے بھی ٹکرا رہا ہے اور آنحضرت ﷺ کے مزاج سے بھی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اسی طرح سے میں نے حدیثوں کو پہچانا ہے۔

قسط دوم آخر

فرح نادیہ بنت نعمت اللہ شمس صاحب

بے مثل شاعر - عبید اللہ علیم

حالاتِ زندگی

آوارہ گردی کا دور

علیم نے جو سیاسی نظمیں لکھیں بعد میں اکثر کو خود ناپسند کیا۔ بہرحال اس زمانے میں علیم ایک تخریب کار کے نام سے مشہور ہو گئے اور تمام کالجوں میں ان کا داخلہ ممنوع پایا۔ جس سے ایک بار پھر ان کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس صورتحال کے بارے میں علیم "سلیم صدیقی" کے ساتھ اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں کہ:۔

"1961ء میں سیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا نوجوان میں ویسے بھی بیٹلز، رولنگ اسٹونز کا تیز ردھم اور غیر روایتی کلچر مقبول تھا سیاسی نظریات کا مجھے کچھ علم نہیں تھا البتہ معروضی شاعروں سے للّٰہی بغض ہونے کی وجہ سے ترقی پسند شاعروں اور ادیبوں سے نسبتاً زیادہ ملنا جلنا ہوتا تھا۔ پھر مجھے Anti-Establishment ہر چیز متاثر کرتی تھی چنانچہ طلباء میں ہڑتالیں کرا ڈالیں۔ انارکسٹ انداز کی تقریریں بھی کیں اور نظمیں بھی لکھیں جن میں سے اکثر کو خود میں نے بعد میں ناپسند کیا اور اپنے شعری مجموعات سے دور رکھا بہرحال ان دنوں تخریب کار ہونے کے الزام میں میرا ہر کالج میں داخلہ ممنوع قرار پایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نوکری، برخاستگی اور آوارہ گردی کا تکونی سلسلہ پھر شروع ہو گیا کافی ہاؤس، چائے خانوں اور سیپ کے دفتر میں گھنٹوں گزارتا اور شعر کہنے، سنانے اور بے معنی بحث اور مباحثوں میں حصہ لینے کے علاوہ کچھ نہ کرتا۔"

(سیپ، ماہنامہ شمارہ 67 خاص نمبر ... ص 236)

اس زمانے میں عبید اللہ علیم کے حالات بے حد خراب تھے انٹر کرنے کے بعد آپ نے یونیورسٹی میں بی اے آنرز میں داخلہ لیا لیکن معاشی مسائل کی وجہ سے اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ انہیں دنوں سیاست میں حصہ لینے کے باعث علیم کے والد نے انہیں گھر سے نکال دیا۔ اپنے ان دنوں کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے عبید اللہ علیم "یوسف سہیل شوق" کے ساتھ اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں کہ:۔

"چھ آٹھ مہینے کے بعد ہم اپنے معاشی حالات کی وجہ سے اس قابل نہیں تھے کہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکتے۔ ہمیں ہمارے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ جیلانی صاحب نے کہا بھی کہ ہم تمام خرچ اٹھائیں گے مگر ہم اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے مالی حالات کی وجہ سے یونیورسٹی کے اس دور میں دکھ اٹھانے کے واقعات غیر معمولی ہیں والد صاحب نے گھر سے نکال دیا کہ آپ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ کتابیں ہماری ان کے نزدیک بیکار تھیں کہ فضول شاعری میں حصہ لیتے ہیں آپ، گھر میں شاعری کی کوئی روایت دور تک نہیں تھی ان کا کہنا یہ تھا کہ لڑکا بالکل ہی برباد ہو کر رہ گیا ہے ہر طرف گمنامی اور رسوائی کی ایک صورت پیدا ہو گئی گھر سے جب ہم کو نکالا گیا تو کوئی تین چار مہینے ہم گھر سے باہر رہے تو کبھی کہیں سو گئے کبھی کہیں چلے گئے پھر صبح یونیورسٹی چلے گئے۔ کپڑے کہیں پڑے ہیں کبھی کسی نے دھو دیئے، نہیں بھی دھلے۔ اس زمانے میں ہمارا گزارے کا طریق یہ تھا کہ کبھی کمرشل سروس، کبھی کسی مشاعرے سے اور کبھی اپنے بھائی سے کچھ پیسے ویسے لے لیا کرتے تھے اور اس طرح سے 1961ء میں ہم اس قابل نہ رہے کہ باقاعدہ تعلیم جاری رکھ سکیں۔"

(خالد، ماہنامہ، ربوہ دسمبر 1988ء ص 24)

اس زمانے میں عبید اللہ علیم کی شہرت میں مزید اضافہ ہوا اور لوگ بے حد شوق سے ان کے مشاعرے سننے لگے اسی دوران انہوں نے دو ملازمتیں بھی کیں۔ مگر شاعری کے شوق اور اپنی افتاد طبع کے باعث چھوڑ دیں اس کے بعد اسلامیہ کالج سے اردو ایڈوانس اور مابعد الطبیعات میں بی اے کیا۔ اپنی ملازمتوں اور تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے علیم "یوسف سہیل شوق" کے ساتھ اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں کہ

"ہم نے کسٹوڈین کے ایک محکمہ میں نوکری کی اور شعر کا یہ شغف ہونے لگا کہ ہم بہت دیر تک راتوں کو گھر سے غائب رہنے لگے کبھی کہیں مشاعرہ، کبھی کہیں روز ہی رات کو کہیں نہ کہیں مشاعرہ یا ادبی نشست، یونیورسٹی میں ہر ڈیپارٹمنٹ ہی میں ان دونوں مباحثے ہوا کرتے تھے تو 62-1961ء میں ہماری یہ شہرت ہو گئی کہ لوگ خاص ہمیں سننے کے لئے باقاعدہ بلانے لگے اور یونیورسٹی کی فضاء میں ہمیں خاصی مقبولیت رہی یہ جو نوکری کی تو 1963ء میں دوبارہ انڈسٹریل اکاؤنٹس کو جوائن کیا۔ اس میں ہماری ٹھیک ٹھاک نوکری تھی اس زمانے کے لحاظ سے تین چار سو روپے ملتے تھے وہ بھی ہم نے تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دی اور پھر ہم نے بی اے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا فرسٹ کلاس میں، ہمارے مضامین تھے۔ مابعد الطبیعات اور ایڈوانس اردو۔

(خالد' ماہنامہ' ربوہ' دسمبر 1988ء' ص 25)

علیم کی شاعری کا عروج

ان مشکلات اور مصائب کے ساتھ ساتھ علیم کی شاعری پروان چڑھتی چلی گئی۔ 60 سے 70 کی درمیانی مدت کو عبیداللہ علیم کی شاعری کا دور عروج کہا جاتا ہے اس زمانے میں علیم اپنی شہرت کی بلندیوں پر تھے۔ اور ان کی شہرت پورے پاکستان میں پھیل چکی تھی علیم اپنی شہرت کے بارے میں کہتے ہیں کہ:۔

"64-1963ء تک حالت یہ ہو گئی کہ ہم کراچی میں جو شعر کہتے تھے اس کا ذکر پاکستان کے دوسرے کونے کے ادبی حلقوں میں پہنچ جاتا تھا یعنی لاہور پشاور وغیرہ تک۔"

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 1988ء ص 26)

"نوید عالم نوید" "عبیداللہ علیم اور میں" میں اس زمانے میں علیم کی شہرت اور مقبولیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:۔

"1960ء سے 1970ء کی مدت میں علیم کی شاعری عروج پر رہی اس کے اشعار گلی گلی کوچہ کوچہ مقبول ہوئے۔ مشاعروں میں جاتا تو مشاعرہ علیم کے نام منسوب ہوتا۔ وہ اپنی مخصوص بھاری بھرکم آواز اور ترنم کے ساتھ جب شعر سناتے تو سننے والے دنگ رہ جاتے اور مشاعرہ گاہ علیم کے نام سے گونج اٹھتی۔"

(نوید عالم نوید عبیداللہ علیم اور میں کراچی جون 1998ء ص 10)

اس دور میں علیم کے معاشی حالات کافی خراب تھے۔ وہ اگرچہ اپنی پڑھائی کے ساتھ ملازمتیں بھی کرتے رہے۔ مگر کچھ عرصے کے بعد چھوڑ دیتے ان کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور وہ اپنے گھر کے واحد کفیل بھی تھے ان مسائل نے ان کی طبیعت میں ایک چڑچڑا پن بھی پیدا کر دیا۔ "نوید عالم نوید" "عبیداللہ علیم اور میں" میں لکھتے ہیں کہ

"اس دور میں علیم کو معاشی پریشانی لاحق تھی کیونکہ وہ اپنی والدہ دو بہنوں اور دو بھائیوں کا واحد کفیل تھا والد اس کے ہمراہ نہیں رہتے تھے۔ وہ لیاقت آباد بلاک 5 کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہائش پذیر تھا۔ بے روزگاری کے زخموں سے چور معاشی بدحالی کا شکار اور زندگی میں ناکامی کے سبب علیم کی طبیعت میں جھنجلاہٹ اور غصہ پیدا ہو گیا تھا۔ ناامیدی یاس وحسرت اور ایک بھرپور "گیپ" موجود تھا جس نے اسے چڑچڑا بھی بنا دیا تھا"

(نوید عالم نوید عبیداللہ علیم اور میں کراچی جون 1998ء ص ۹۹)

سیاست میں دلچسپی

عبیداللہ علیم کو طالب علمی کے زمانے سے ہی سیاست سے دلچسپی تھی۔ اس لئے انہوں نے 1964ء کے انتخابات کے موقع پر ادبی سطح پر سیاست میں حصہ لیا جس کی وجہ سے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ "نوید عالم نوید" "عبیداللہ علیم اور میں" میں اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"صدر ایوب اور مس فاطمہ جناح کے صدارتی انتخابات کے موقع پر علیم نے ایوب خان کے خلاف کراچی یونیورسٹی اور مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر ایک نظم پڑھی "صدر ایوب زندہ باد" اس نظم کی پاداش میں ایوب گورنمنٹ نے اس کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ اس دوران علیم میرے ہی گھر میں روپوش رہا۔ (ایضاً ص 12)

اسی دوران عبیداللہ علیم کا کلام مختلف ادبی رسالوں میں باقاعدگی کے ساتھ چھپتا رہا۔ ان کا زیادہ تر کلام ادبی رسالے "سیپ" میں چھپا۔ اس کے علاوہ لیل و نہار' ادب لطیف' نقوش' فنون اور الشجاع میں بھی چھپتا رہا۔

غزلیں گائی جانے لگیں

عبیداللہ علیم کی شاعری کو ان دنوں اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ بے شمار فنکاروں نے ان کی غزلیں، نظمیں اور گیت ٹی وی اور ریڈیو پر گائے اسی زمانے میں انہوں نے فلموں کے لئے گیت لکھنے شروع کئے جنہیں بڑی شہرت ملی مگر علیم نے جلد ہی فلموں کو بھی چھوڑ دیا۔ اپنی زندگی کے اس دور کا ذکر کرتے ہوئے عبیداللہ علیم "سلیم صدیقی" کے ساتھ ایک گفتگو میں کہتے ہیں کہ:۔

"1964ء میں فلم کے لئے گیت لکھنے شروع کئے "آنکھ سے دور سہی" غزل جو مہدی حسن نے گائی تھی اب تک مشہور ہے۔ بعد میں جاوید جبار کی فلم "مسافر" کے گانے لکھے "اے شخص تیری ہمراہی میں" اسی فلم میں شامل ہے۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی پر بے شمار فنکاروں نے میرے گیت، نظمیں اور غزلیں گائیں اور اب تک گا رہے ہیں لیکن فلم کی طرف میں نے دوبارہ رخ نہیں کیا۔

(سیپ' ماہنامہ' شمارہ 67' خاص نمبر' کراچی ص 236)

عبیداللہ علیم نے پرائیویٹ طور پر اردو میں ایم۔اے کیا۔ انہوں نے 1965ء میں پریویس کیا اور پھر چار سال بعد 1969ء میں فائنل امتحان دیا۔ اتنے لمبے وقفے کی وجہ بیان کرتے ہوئے عبیداللہ علیم اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں کہ:۔

"یونیورسٹی میں پرائیویٹ طور پر اردو میں نام لکھایا۔ 1965ء میں پریویس کیا۔ پھر وہاں اساتذہ کی زیادتیوں کی وجہ سے مشکلات پیش آئیں۔ کیونکہ ادب میں تھوڑا سا نام تو ہو ہی گیا تھا ہماری شناخت ہو گئی تھی اختلافات کا سلسلہ اچھی طرح سے جاری ہو چکا تھا۔ لہٰذا ہمارے اساتذہ نے ہمارے ساتھ بڑی نیکیاں کیں۔ لہٰذا ہم نے چھپ کر فائنل کا امتحان دیا اور 1969ء میں اردو میں ایم اے کر لیا ڈگری آج تک کوئی نہیں لی۔ انٹر سے ایم اے تک داخلے مارکس شیٹ کی بنیاد پر ملتے رہے۔"

(انٹرویو' خان ظفر افغانی' معیار' کراچی' ص 228)

بطور ٹی وی پروڈیوسر

عبیداللہ علیم نے 1967ء میں ٹی وی کراچی سٹیشن سے پروڈیوسر کی حیثیت سے کام شروع کیا یہاں انہوں نے ڈرامے، بچوں کے پروگرام، موسیقی کے پروگرام اور مشاعرے بڑی کامیابی سے کئے۔ اس کے علاوہ مذہبی پروگرام بھی کئے اور پہلی دفعہ ان مذہبی پروگراموں میں جدت پیدا کر کے ان کو دلچسپ بنانے کی کامیاب کوشش کی۔ ٹی وی پر پروڈیوسر کی حیثیت سے اپنے کام کی تفصیل بتاتے ہوئے عبیداللہ علیم "سلیم صدیقی" کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

"ٹیلی ویژن کے پروڈیوسر کے لئے درخواست بھیجی۔ انٹرویو میں کامیاب ہو گیا۔ ٹی وی اکیڈمی نے شاعر ہونے کی وجہ سے کافی خیال کیا اور گورنمنٹ کے اس حساس ادارے میں بھی شاعرانہ فضا قائم کرنے کی کھلی اجازت دی۔ میں بدقسمتی سے ہمیشہ اپنی ذات کا شاعر بھی رہا ہوں۔ لہٰذا بعض باتوں میں دوسروں سے الجھتا رہا۔ بہرحال علم و ادب کا ماحول تھا۔ فلسفہ کلچر' آرٹ پر خوب گفتگو ہوئی۔ تازہ تازہ اردو میں ایم اے ہونے کے علاوہ ادبی ماحول سے نکل کر آیا تھا اور ایک شاعر بھی تھا اس لئے سچی بات تو یہ ہے کہ اکیڈمی کے اکثر ساتھی مجھے ثقافتی اور ادبی بونے لگے تھے۔ چنانچہ میں نے ہر مسئلہ پر ان پر شدید تنقید کی' جو میرے حق میں بہت مہلک ثابت ہوئی۔ تربیتی امتحان تو جیسے تیسے پاس کر لیا اور ٹی وی پروڈیوسر ہو کر کراچی اسٹیشن بھی آ گیا یہاں ڈراموں بچوں اور موسیقی کے پروگرام کامیابی سے پیش کئے۔ اس کے علاوہ ٹی وی مشاعرے بھی کئے لیکن اس کے باوجود کمتر درجہ کا پروڈیوسر سمجھا گیا اور مجھے جان بوجھ کر ایسے پروگرام دیئے گئے جو خشک ہوتے خاص کر میرے مزاج کے بالکل برعکس مجھے مذہبی پروگرام دیئے گئے۔ بہرحال میں نے یہاں بھی شکست کھانے سے انکار کر دیا۔ اور محنت سے یہ ٹی وی پروگرام کرنے لگا اس دوران میں نے ان مذہبی پروگراموں کو دلچسپ بنانے کی اپنی سی کوشش کی۔ طے شدہ مذہبی باتوں میں تازگی پیدا کرنا آسان نہیں، لیکن میں نے لوگوں' خاص کر نوجوانوں کو ان پروگراموں کی طرف راغب کرنے کے لئے طرح طرح کی جدتیں کیں۔ یہ پہلی بار ہوا کہ داڑھی اور شیروانی کے بغیر بلکہ سوٹ پہن کر میرا مفسر مذہبی پروگراموں میں آیا۔ موسیقی کے پروگرام کے فارمیٹ کو بدلنے کے بعد میری یہ دوسری انقلابی اختراع تھی جسے میڈیا کی طرف سے زبردست پذیرائی ملی لیکن اس قسم کی جدتوں کی بدولت میرے خلاف 37 علماء کا فتویٰ بھی جاری ہو گیا لیکن شاید میری نیک نیتی کی روشنی میں میرے ایک جانے پہچانے اور مقبول شاعر ہونے کے ناطے انہوں نے بعد میں فتویٰ پر زور نہیں دیا بلکہ وہ بھی میرے پروگرام پسند کرنے لگے۔

(سیپ' ماہنامہ' شمارہ 67' خاص نمبر' کراچی ص 236-237)

شادی

عبیداللہ علیم کی شادی 12 ستمبر 1970ء میں نگار یاسمین کے ساتھ ہوئی جن کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔ اس دور میں علیم کے پاس اپنی پسند کی ملازمت تھی اور معاشی حالت کافی بہتر تھی اس کے علاوہ ذاتی زندگی میں بھی ایک سکون پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے یہ دور علیم کی زندگی کا اہم اور پرسکون دور ہے۔ "نوید عالم نوید" "عبیداللہ علیم اور میں" میں لکھتے ہیں کہ۔

"نگار یاسمین سے شادی کے بعد علیم کی زندگی میں قدرے ٹھہراؤ آ گیا تھا یہ خاتون علیم کے لئے سکون و عافیت کا پیغام لائیں اور علیم نے زندگی کو زندگی کی طرح بسر کرنا شروع کر دیا۔"

(نوید عالم نوید' عبیداللہ علیم اور میں کراچی جون 1998ء ص 16-15)

نگار یاسمین سے عبیداللہ علیم کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے جن کے نام یہ ہیں۔
"عاطف علیم" "عمیر علیم" "عنیزہ نگار" اور "مبارز علیم"

(مقالہ نگار کی ایک گفتگو سیدہ تحسین عبیداللہ علیم (بیگم عبیداللہ) کے ساتھ 28 مارچ 1999ء)

آدم جی ادبی انعام

عبیداللہ علیم کا پہلا مجموعہ کلام "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" 1974ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ اس مجموعے کو اتنی زیادہ شہرت حاصل ہوئی کہ اسے 1974ء کا آدم جی ادبی انعام بھی ملا۔ اس میں زیادہ تر وہ غزلیں شامل ہیں جو 1960ء سے 1970ء کے زمانے میں کہی گئیں۔ کراچی سے اس کتاب کا چھپنا کراچی کی ادبی زندگی کا پہلا واقعہ تھا۔ اس واقعے کا ذکر کرتے عبیداللہ علیم "یوسف سہیل شوق" کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہتے ہیں کہ:۔

"کراچی میں کتابیں نہیں چھپتی تھیں۔ لاہور کتابیں چھاپتا تھا۔ اس کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ جسے چاہے شاعر بنائے جسے چاہے کنڈم کر کے رکھ دے جو ایک آدھ کتاب شائع بھی ہوئی اس کا کسی نے نوٹس نہیں لیا۔ کسی اہم شاعر کی کتاب وہاں سے نہیں چھپتی تھی تو ہم نے ایک روایت تو یہ ڈالی کہ ہم نے اس کتاب کا سوونیئر چھاپا جس میں کہ بے شمار ادیبوں کی آراء شامل تھیں۔ دوسرا یہ اس کا افتتاح پریس کلب میں ہوا اور بقول ابن انشاء کے وہ کتاب کے افتتاح سے زیادہ عرس تھا۔ اتنے افراد نے شرکت کی اس میں ہر طبقۂ فکر کے لوگ اور بے شمار مضامین اخباروں میں رسائل میں اس زمانے میں چھپے تو ہماری کتاب کو 1974ء کا ادبی انعام بھی ملا۔ آدم جی انعام' جس میں پھر میری ذات آڑے آئی کہ میں نے اس کا ذکر کتاب پر نہیں چھپنے دیا کبھی۔"

(خالد ماہنامہ ربوہ دسمبر 1988ء ص 37)

رائٹرز گلڈ کا الیکشن

عبیداللہ علیم نے 1974ء میں رائٹرز گلڈ کے الیکشن میں کامیابی حاصل کی اس الیکشن میں کامیابی حاصل کرنے کا واقعہ بتاتے ہوئے عبیداللہ علیم کہتے ہیں کہ

"1974ء میں ہم نے رائٹرز گلڈ کا الیکشن جیتا اور وہ الیکشن جو تھا اس لحاظ سے بہت ہی غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا کہ قدرت اللہ شہاب' جمیل الدین عالی' ابن انشاء اور ایسے دوسرے بزرگ جو تھے وہ ہمارے مخالف کیمپ میں تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوراس میں سے ہمارے پینل میں سے جو تین چار آدمی جیتے ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ پہلے میں نے مجلس عاملہ کا الیکشن لڑا اس میں مجھے کامیابی ہوئی پھر مجلس عاملہ میں سیکرٹری کا الیکشن لڑا کیونکہ 9 ووٹ تھے۔ اس میں سے 5 ووٹ لینے تھے پھر یہ ایک لمبی سیاسی کارروائی ہے کہ وہ الیکشن کیسے ہم نے جیتا بہرحال میں وہ الیکشن بفضل خدا جیت گیا اور 1974ء میں "ریجنل سیکرٹری پاکستان رائٹرز گلڈ سندھ زون" بنا۔ چھ سال تک میں نے یہ عہدہ سنبھالا۔ اور رائٹرز کے لئے کیا کیا کام کئے وہ تو ایک لمبی کہانی ہے۔ بہت سے کام کئے۔ زمین کا کیس لڑا۔ رائٹرز کو 15۔ ایکڑ زمین دلائی۔ ان کے حقوق اور مفادات کے لئے جو لڑائیاں لڑیں بہت سے لوگوں کے لئے وظیفے جاری کروائے۔ پھر جناب! 1980ء میں دوبارہ الیکشن لڑ کر جیت گئے اور تاحال مرکزی مجلس عاملہ پاکستان رائٹرز گلڈ کے رکن ہیں۔ اس وقت تک جب تک آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ٹیلی ویژن نے 1974ء کے پروگرام سخن ور میں مجھے Outstanding Poet کی حیثیت سے چنا۔ چنانچہ یہ میری کیٹیگری طے ہوئی اور آج تک ٹیلی ویژن پر جب بھی بلایا جاتا ہے۔ تو Outstanding Catagory میں رکھا جاتا ہے اس میں میرے خیال میں پاکستان کے ساتھ آٹھ سے زیادہ شاعر نہیں ہوں گے۔"

(خالد ماہنامہ ربوہ دسمبر 1988ء ص 29)

ضیاء دور میں ملازمت سے سبکدوشی

عبیداللہ علیم نے 1967ء سے 1978ء تک تقریباً گیارہ برس پاکستان ٹیلی ویژن کراچی سنٹر پر پروڈیوسر کی حیثیت سے کام کیا انہوں نے اس دوران ٹی وی پر نئے انداز اور نہایت کامیابی سے کام کیا اور لوگوں نے پسند بھی کیا مگر ضیاء حکومت کے دور میں بوجوہ عبیداللہ علیم کو یہ ملازمت بھی چھوڑنی پڑی۔ عبیداللہ علیم "سلیم صدیقی" کے ساتھ ایک گفتگو میں اپنی اس ملازمت کو چھوڑنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

"ضیاء حکومت اور اس کے ادب و کلچر دشمن اہل کاروں نے البتہ مجھے معاف نہیں کیا اور اس لئے میرے لئے ٹی وی پر کام کرنا مشکل ہوگیا۔ اس لئے نوکری چھوڑ دی اور کل وقتی طور پر اپنے آپ کو ادب و شاعری سے منسلک کرلیا۔ درمیان میں پبلشنگ کے پیشے کی طرف آنے کو سوچا۔ دوستوں کے بہت سے خیالی منصوبوں میں بھی شریک رہا۔ لیکن انجام کار میں اس نتیجے پر پہنچا کہ میاں علیم تم شاعر ہو' بس شاعر۔ اس حوالے سے جو کچھ روکھی سوکھی مل جائے' اسی پر اکتفا کرو۔"

(سیپ' ماہنامہ' شمارہ 67' خاص نمبر' کراچی ص 237)

کراچی ٹیلی ویژن کی ملازمت چھوڑنے کے بعد عبیداللہ علیم کو پھر سے مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بے روزگاری سے بچنے کے لئے انہوں نے کچھ عرصے کے لئے نیشنل بینک میں بھی ملازمت کی مگر دلچسپی نہ ہونے کے باعث وہ بھی چھوڑ دی

نوید عالم نوید اس سلسلے میں "عبیداللہ علیم اور میں" میں لکھتے ہیں کہ

"عبیداللہ علیم نے کراچی ٹیلی ویژن میں پروڈیوسر کی حیثیت سے ملازمت کی جو اس کے مزاج کے عین مطابق تھی لیکن ضیاءالحق صاحب کے مارشل لاء دور میں چند پابندیوں کے باعث علیم نے ٹی وی کی ملازمت کو خیرباد کہہ دیا بے روزگاری پھر اس کا مقدر بن گئی گھر کی ذمہ داریوں کو جیسے تیسے نبھایا کچھ عرصہ نیشنل بینک میں ملازمت کی لیکن ملازمت کو وہ ذہنی طور پر قبول نہیں کرتا تھا۔ غلامی اسے پسند نہ تھی۔ وہ ہر معاملہ میں آزادانہ طرز عمل کو اختیار کرنے کا عادی تھا۔ چنانچہ بینک کی ملازمت سے بھی کنارہ کشی اختیار کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علیم کی عمر بھی بڑھ رہی تھی۔ رفتہ رفتہ اس کے دو بیٹے عاطف اور عمیر اس کے دست و بازو بنتے نظر آرہے تھے۔ یہ دونوں بیٹے بڑے ہونہار' ذہین اور ذمہ دار ہیں اور یہی علیم کی پوری زندگی کا اثاثہ ہیں۔"

نوید عالم نوید' عبیداللہ علیم اور میں کراچی جون 1998ء ص 15' 16)

پاکستان ٹیلی ویژن کی ملازمت چھوڑنے کے بعد عبیداللہ علیم تقریباً چھ ماہ تک بے روزگار رہے پھر انہوں نے "BCCI" میں "پروٹوکول مینجر" کی ملازمت کرلی۔ ان کے ایک شاگرد "مظفر منصور صاحب" نے بتایا کہ "آغا حسن عابدی" جو کہ "BCCI" کے مالک تھے نے عبیداللہ علیم کو بلوایا اور "پروٹوکول مینجر" کی ملازمت کی پیش کش کی اور انہیں کہا کہ آپ صرف شعر لکھیں مگر علیم چونکہ غیرت مند انسان تھے اس لئے انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری طرح نبھائی وہ اس ملازمت کی تنخواہ کی جگہ اعزازیہ لیتے تھے۔"

(مقالہ نگار کی ایک گفتگو "مظفر منصور صاحب" سے 13 جولائی 1998ء)

1986ء میں عبیداللہ علیم کا دوسرا مجموعہ کلام "ویران سرائے کا دیا" منظر عام پر آیا۔ پہلے مجموعے کی طرح اس کو بھی بہت پذیرائی ملی اور اس کے متعدد ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

یکم اپریل 1990ء کو "BCCI" ختم ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے باقاعدہ کوئی ملازمت نہیں کی۔ بہت محدود پیمانے پر انہوں نے کنسلٹنٹ کا کام شروع کیا۔ وہ لوگوں کو مشورے دیتے اور اس کی فیس وصول کرتے مگر یہ کوئی باقاعدہ کام نہیں تھا۔

(مقالہ نگار کی ایک گفتگو "مظفر منصور صاحب" سے 13 جولائی 1998ء)

اپنی ملازمت کے ختم ہونے اور اپنے ذریعہ معاش کے حوالے سے "عبیداللہ علیم" "مظفر منصور صاحب" کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ۔

"عجیب بات یہ ہے کہ 10 جون کو جب میں حسب معمول "BCCI" اپنا اعزازیہ لینے گیا تو معلوم ہوا کہ یہ اعزازیہ یکم اپریل 1990ء سے بند ہو چکا ہے میرا ہی نہیں اوروں کا بھی مگر اس رب کو دیکھو جس نے انتظام پہلے فرما دیا ورنہ میں تو عموماً پہلی تاریخ کو بینک جاتا تھا مگر اللہ نے ایسی ڈھارس دی ملال ہوا تو سہی لیکن بہت کم۔ رزق دینے والا تو بس اللہ ہے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نئے وسائل دے اور غیب سے سامان فرمائے۔ دوستوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ میرے جشن کا اہتمام کریں اور ایک خوبصورت سوینئر شائع کریں اور اشتہارات جمع کریں۔ پاکستان میں بھی دوبئی اور ابو ظہبی بھی۔ انشاء اللہ جولائی کو دوسرے ہفتے سے یہ کام شروع ہو جائے گا۔ جشن تو دسمبر میں ہوگا لیکن کفالت کا سانس آنا شروع ہو جائے گا۔"

(عبیداللہ علیم کا ایک خط مظفر منصور کے نام 10 جون 1990ء)

1989ء میں عبیداللہ علیم لکھنؤ (انڈیا) میں مشاعرہ پڑھنے گئے۔ یہاں انڈیا ریڈیو سے ان کا انٹرویو بھی نشر کیا گیا اور انڈیا کے اخبارات نے شہ سرخیوں میں یہ خبر دی کہ ایک پاکستانی شاعر نے مشاعرہ لوٹ لیا عبیداللہ علیم کی زندگی کے آخری سالوں میں ان کا ذریعہ معاش مشاعرے تھے وہ سال میں تین چار ماہ یورپ کے سفر پر رہتے اور وہاں مختلف ملکوں میں مشاعرے پڑھتے ان مشاعروں سے انہیں ٹھیک ٹھاک آمدنی ہو جاتی جس سے وہ شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتے۔ انہوں نے جن ملکوں میں مشاعرے پڑھ کر خوب داد وصول کی ان میں دوبئی' ابوظہبی' انگلینڈ' جرمنی' ڈنمارک' امریکہ' کینیڈا وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں پاکستانی مشاعرے پڑھنے چھوڑ دیئے تھے کیونکہ انہیں ٹوپی شیروانی والے مشاعرے پسند نہ تھے وہ صرف منتخب مشاعروں میں جاتے جہاں سچ سننے والے موجود ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے عقیدت

عبیداللہ علیم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور حضور بھی ان سے خاص محبت اور شفقت سے پیش آتے عبیداللہ علیم کا ذریعہ معاش ختم ہو جانے کے بعد حضور نے ہی ان کے بیرون ملک مشاعرے پڑھنے کا انتظام فرمایا اسی حوالے سے علیم نے جرمنی اور انگلینڈ میں مشاعرے پڑھ کر خوب داد وصول کی۔ لندن میں مختلف مواقع پر منعقدہ نشستوں میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود شرکت فرمائی اور عبیداللہ علیم کی شاعری کی دل کھول کر داد دی۔ ایم ٹی اے پر بھی ان کے کلام کو بہت زیادہ نشر کیا گیا جس سے ان کی شہرت ساری دنیا میں پھیل گئی۔

عبیداللہ علیم نے لاہور میں بھی مشاعرے پڑھے ایک الحمرا میں حبیب جالب کی وفات پر منعقد ہونے والا مشاعرہ اور دوسرا 1997ء میں جم خانہ میں پڑھا۔ اس کے علاوہ کراچی آرٹس کونسل کے مشاعروں میں بھی شرکت کرتے رہے۔ انہوں نے ربوہ میں بہت سے مشاعرے پڑھے وہ ہر سال مجلس مشاورت پر ربوہ تشریف لاتے اور پھر مختلف تقریبات میں اپنا کلام پڑھ کر سناتے اور ان کے اعزاز میں ایوان محمود' جامعہ احمدیہ' اور نصرت جہاں اکیڈمی میں مشاعرے منعقد کئے گئے۔

آخری چند سال

1995ء میں عبیداللہ علیم نے "سیدہ تحسین" سے تیسری شادی کی تیسری بیوی سے ان کے دو بیٹے قاصد احمد علیم اور ثابت احمد علیم ہیں جبکہ ایک بیٹی (جو کہ عبیداللہ علیم کی وفات کے بعد پیدا ہوئی) عابدہ خدیجہ علیم ہے۔

آخر عمر تک عبیداللہ علیم نے شعروشاعری کا شغف جاری رکھا 1986ء کے بعد یعنی دوسری کتاب کی اشاعت کے بعد انہوں نے اس قدر غزلیں کہیں اور اتنی نظمیں لکھیں جو نئے مجموعہ کلام کے لئے کافی تھیں۔ موت نے انہیں مہلت نہ دی ورنہ ایک اور مجموعہ منظر عام پر آجاتا۔ مارچ 1998ء میں عبیداللہ علیم مجلس مشاورت پر ربوہ تشریف لائے۔ ان کی زندگی کی آخری شعری پبلک نشست 30 مارچ 1998ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں منعقد ہوئی جس میں انہوں نے اپنی یہ تازہ غزل پڑھ کر سنائی۔

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

تو ذرہ ذرہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت
چلے جو دشت بلا میں کوئی سنبھلتے ہوئے

"تو ذرہ ذرہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت" اس مصرعے کے بارے میں عبیداللہ علیم نے بہت محبت سے فرمایا کہ انہوں نے یہ مضمون حضرت مسیح موعود کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم سے لیا ہے۔

عبیداللہ علیم دل کے عارضے میں مبتلا تھے ربوہ میں ہی انہیں دل کا شدید دورہ پڑا کئی روز تک فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد کراچی تشریف لے گئے وہاں علاج جاری رہا۔ آخر انہوں نے 18 مئی 1998ء کو اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی اور وہ چاند چہرہ سو گیا اور ستارہ آنکھیں بجھ گئیں انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اس المناک واقعے کی نشاندہی ان اشعار کی صورت میں کردی تھی۔

میں گہری نیند سونا چاہتا ہوں
بس اب خاموش ہونا چاہتا ہوں

جو بچھڑے ہیں کہ روٹھے ہیں میں ان سے
گلے مل مل کے رونا چاہتا ہوں

عبیداللہ علیم کی وفات ادبی دنیا کے ساتھ ساتھ جماعت کے لئے بھی ایک سانحہ ہے احمدی حلقہ احباب کے ساتھ ساتھ غیر احمدی اہل قلم نے بھی ان کی وفات پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو ایک عظیم ادبی خلا قرار دیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عبیداللہ علیم کی وفات پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ان کی بہت تعریف فرمائی۔ حضور نے ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام اردو کلاس میں کئی جگہ عبیداللہ علیم کا ذکر بہت محبت سے کرتے ہوئے ان کے کلام کی بہت تعریف کی۔ حضور نے فرمایا کہ "یہ پاکستان میں بھی مقبول ترین ہوتے مگر ان کی خوبی یہ تھی کہ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

قرارداد تعزیت

○ محترم ڈاکٹر شمس الحق طیب صاحب کی المناک وفات پر فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ڈاکٹر صاحبان نے قرارداد تعزیت میں لکھا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نہایت ذہین۔ تجربہ کار اور اپنے فن میں ماہر ہونے کے ساتھ بے انتہا نرم دل اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں جب بھی ضرورت پیش آتی آپ یہاں تشریف لاکر بے لوث خدمت سر انجام دیتے۔ ہسپتال میں آپ نے کئی آپریشنز بھی کئے۔ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر تھے۔ ایسوسی ایشن کے اجلاسات اکثر آپ کے ہی گھر پر ہوتے۔ جب بھی دین کی خدمت کے لئے بلایا جاتا آپ سب کام چھوڑ کر حاضر ہو جاتے اور نہایت خوشی اسے انجام دیتے۔

مولا کریم جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند فرمائے۔

ولادت

○ مکرم حافظ عبدالحئی بھٹی صاحب (تخصص ادب عربی) کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے 2000-1-19 کو ایک بیٹی کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت اسے تحریک وقف نو میں شامل ہونے کی درخواست کو قبول فرمایا ہے اور اس کا نام ثوبان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبدالعزیز بھٹی صاحب دارالنصر غربی (ب) کا پوتا اور مکرم خلیل احمد صاحب سوات کالونی کراچی کا نواسہ ہے۔

احباب سے بچے کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست ہے۔

○ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم حافظ مبارک احمد ثانی صاحب مربی سلسلہ کو 99-12-30 کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے از راہ شفقت اس کا نام عارفین احمد عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب ناصر آباد اسٹیٹ سندھ کا پوتا اور چوہدری داؤد احمد صاحب 297/ج-ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نواسہ ہے۔ قارئین سے بچہ کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد ظفر ممتاز صاحب دارالصدر غربی ربوہ لکھتے ہیں۔

ہماری بہت ہی پیاری جواں سالہ بیٹی عزیزہ لبنیٰ نعیم اہلیہ عزیزم چوہدری نعیم احمد صاحب ایڈووکیٹ نارووال مورخہ 2000-1-20 کو شالامار ہسپتال لاہور میں صبح ساڑھے چھ بجے انتقال کر گئی۔ جسد خاکی اسی روز ربوہ لایا گیا۔ اور بعد از نماز عصر بیت المبارک میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین عام قبرستان میں ہونے پر مکرم حافظ صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ جس میں کثیر احباب شامل ہوئے۔

مرحومہ بیٹی بہت ہی نیک اخلاق کی مالک۔ اور احمدیت کی فدائی۔ جب بھی کوئی عہدہ دار مرکز سلسلہ ربوہ سے آپ کے ہاں جاتا تو یہ اپنے قابل احترام خسر اور میاں کے ساتھ مل کر ان کی کما حقہ خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر کے بہت خوش ہوتی۔ علاوہ ازیں حتی المقدور ہر ضرورت مند کی مالی امداد بھی ضرور کرتی۔ اور اسے اپنا اولین فرض سمجھتی۔

وفات کے وقت اس کی عمر صرف 30 سال تھی۔ احباب جماعت سے عزیزہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترم نذیر احمد کھوکھر صاحب مورخہ 2000-1-16 بروز اتوار وفات پا گئے۔ مرحوم کی عمر 53 سال تھی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے 3 بیٹے اور ایک بیٹی اور بیوہ یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 6

جماعت کی بڑی غیرت رکھتے تھے ننگی تلوار تھے۔ اس پہلو سے ان کو بہت دبانے کی کوشش کی گئی مگر ان کی زندگی ایسی تھی کہ ہمیشہ کے لئے دبا سکتے ہی نہیں تھے اور ان کو مشاعروں میں بلانا پڑتا تھا جب بھی آتے تھے چھا جاتے تھے... ان کی دو باتوں کی وجہ سے میں ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کے کلام میں احمدیت کے بہت تذکرے ہیں جو ہم پر گزرتی ہے اس کے بارے میں پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے متعلق بہت اچھا کلام انہوں نے کہا۔ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ غیب کی آواز سے بولتے تھے اللہ ان سے بلواتا ہے۔"

حضور نے 27 مئی 1998ء کی اردو کلاس میں عبیداللہ علیم کی ایک غزل

مٹی تھا میں خمیر ترے ناز سے اٹھا
پھر ہفت آسماں مری پرواز سے اٹھا

کو بہت زیادہ پسند فرماتے ہوئے اس کے بلیغ مضامین وضاحت کے ساتھ بیان کئے اس کے علاوہ عبیداللہ علیم کی ایک اور غزل

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچا سایہ گھر میں ہے

کو بھی بہت پسند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسے الفضل میں شائع کیا جائے۔

عبیداللہ علیم کی وفات پر جماعت اور غیراز جماعت کے بہت سے اخبارات اور رسائل نے ان کے بارے میں مضامین شائع کئے اور خاص نمبر نکالے الفضل میں 10 جون 1998ء کو نیز ماہنامہ خالد کے جولائی 1998ء کے شمارے میں عبیداللہ علیم کے بارے میں مضامین شائع کئے گئے اس کے علاوہ اگست 98ء کے انصار اللہ میں بھی ایک مضمون شائع کیا گیا اس کے علاوہ بھی گاہے بگاہے جماعت کے اخبارات و رسائل میں عبیداللہ علیم کے بارے میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

غیراز جماعت رسائل میں کراچی کے ادبی رسالے "سیپ" نے عبیداللہ علیم نمبر نکالا جس میں ادبی دنیا کی نامور شخصیات نے عبیداللہ علیم اور ان کی شاعری پر اظہار خیال کیا۔

عبیداللہ علیم کی وفات پر پی ٹی وی نے ایک پروگرام "عبیداللہ علیم کی یاد میں" کے نام سے پیش کیا۔ ہیومن ڈویلپمنٹ فورم کے زیر اہتمام اسلام آباد میں بھی ایک سیمینار ہوا جس کی ریکارڈنگ ایم۔ٹی۔اے پر بھی پیش کی گئی اس کے علاوہ کراچی میں عبیداللہ علیم کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے بہت سے سیمینار اور مشاعرے منعقد کئے گئے۔

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

جموں میں دھماکہ 100 مکانات تباہ

جموں کی سرکاری عمارت میں بم کا ہولناک دھماکہ ہونے سے 100 سے زائد مکانات زمین بوس ہو گئے۔ بم ایک کار میں لگایا گیا تھا۔ دھماکہ سے 4 گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ قریبی مکانات کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں۔ نیشنل کانفرنس کے رکن اسمبلی جاوید شاہ کے گھر پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔ سری نگر میں مجاہدین اور بھارتی فوج میں دست بدست لڑائی میں میجر سمیت 46 بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔ کرنل سمیت متعدد زخمی ہوئے۔

نائیجیریا کے صدر کا ججوں کے حلف پر تبصرہ

بھارت کے دورے پر آئے ہوئے نائیجیریا کے صدر اولوسیگن اوبانجو نے کہا ہے کہ پاکستان میں پی سی او کے تحت حلف نہ اٹھانے والے جج دنیا بھر کے ہیرو ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی برادری فوجی حکومت کو قطعی برداشت نہ کرے اور پاکستان میں بحالی جمہوریت کا مطالبہ کرے۔

آخری شکست روس کو ہوگی

امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے کہا ہے کہ چیچنیا میں جارحیت ظلم ہے۔ آخری شکست روس کو ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ جمہوریت کی بحالی کے لئے کام کرنے والے روسیوں کی مدد جاری رکھے گا۔

چین میں جمہوریت اولین ترجیح

امریکی صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ چین میں جمہوریت کا قیام اولین ترجیح ہے۔ چین لوگوں کی آزادی دبا کر خوشحالی چاہتا ہے۔ تاہم انہوں نے کانگریس سے کہا کہ وہ چین کو عالمی تجارتی ادارہ کارکن بنانے میں تعاون کرے۔

وائٹ ہاؤس میں عید پارٹی

امریکہ کے صدر کلنٹن نے وائٹ ہاؤس میں عید پارٹی کی میزبانی کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ صدر کلنٹن نے پوری توجہ سے قرآن سنا۔ انہوں نے کہا کہ توریت اور انجیل میں بھی آسمانی بیان ملتے ہیں لیکن قرآن پاک کی آیات زیادہ واضح ہیں۔ انہوں نے قرآن کو زیادہ معنی خیز قرار دیا۔

شمالی آئرلینڈ کا نیا بحران

آئرش لبریشن آرمی نے ہتھیار ڈالنے سے جو انکار کیا ہے اس کے نتیجے میں شمالی آئرلینڈ میں نیا سیاسی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ معاہدے کے مطابق آئرش آرمی کو فروری تک اپنے ہتھیار ایک کمیشن کے روبرو جمع کرانے ہیں۔ شمالی آئرلینڈ کی سیاسی جماعت شین فین نے کہا ہے کہ حکومت اس کو خوامخواہ ایشو بنا رہی ہے۔ واضح رہے کہ اگر ہتھیار نہ ڈالے گئے تو آئرلینڈ کی نئی حکومت کو معطل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

مالوکو میں عیسائی مسلم فسادات

انڈونیشیا کے شہر مالوکو میں عیسائی مسلم فسادات میں 3-افراد ہلاک ہو گئے جبکہ 3 زخمی ہو گئے۔

جولان کی یہودی بستیاں

شام کے وزیر خارجہ فاروق الشرع نے کہا ہے کہ جولان میں یہودی بستیاں برداشت نہیں کریں گے۔ مذاکرات کی بحالی کے لئے جولان سے اسرائیلی فوج کا انخلاء لازم ہے۔

کلوننگ پیٹنٹ کروالی

امریکہ کی کمپنی نے کلوننگ کو پیٹنٹ کرالیا ہے۔ اس کمپنی کے ماہرین نے کلوننگ کے ذریعے پیدا ہونے والی پہلی بھیڑ ڈولی کو پیدا کرنے کا تجربہ کیا تھا۔ آئندہ اگر کوئی اور کلوننگ کا تجربہ کرنا چاہے تو اسے جیروم کارپوریشن سے اجازت لینا ہوگی اور معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ: 29 جنوری۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 10 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 20 درجے سنٹی گریڈ
سوموار 31۔جنوری۔ غروب آفتاب۔ 5-43
منگل یکم فروری۔ طلوع فجر۔ 5-36
منگل یکم فروری۔ طلوع آفتاب۔ 7-00

کراچی میں مسجد اور کچہری میں بم دھماکے

کراچی میں قیوم آباد کی مسجد میں نماز جمعہ کے دوران بم دھماکہ ہونے سے 4۔افراد جاں بحق ہوگئے۔ جبکہ 35 زخمی ہوئے۔ سٹی کورٹ پارکنگ پر کھڑی موٹر سائیکل میں بھی بم کا دھماکہ ہوا جس سے دو پولیس اہلکار ایک عورت اور ایک بچہ زخمی ہوگیا۔ قریب کھڑی تین کاریں بھی تباہ ہوگئیں۔ ایک تیسرا بم دھماکہ سہراب گوٹھ کی مسجد کے باہر ہوا اس دھماکہ میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

ملکی دفاع محفوظ ہاتھوں میں ہے

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ ملکی سلامتی پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ دفاع محفوظ ہاتھوں میں ہے وہ لیفٹیننٹ سمیع کی نماز جنازہ کے موقع پر گفتگو کررہے تھے۔ پاک فوج کے یہ شہیدان 5 فوجیوں میں شامل ہیں جن کی نعشیں بھارت نے گذشتہ روز پاکستان کے حوالے کیں۔

سیالکوٹ پر پھر میزائل حملہ

بھارت نے سیالکوٹ پر دوسرا میزائل حملہ کیا۔ 26 کلوگرام وزنی میزائل بنکرز اور ٹینکوں کو تباہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دونوں میزائل سیالکوٹ چھاؤنی کے قریب کھیتوں میں گرے۔

نواز شریف کے خلاف 31 مقدمات

سابق وزیر اعظم نواز شریف کے خلاف بدعنوانی کے 31 مقدمات تیار ہیں احتساب عدالتوں بھجوانے کے لئے کارروائی شروع کردی گئی ہے۔

بینظیر تعاون کیلئے بے چین ہیں

بیگم کلثوم نواز شریف نے کہا ہے کہ بینظیر بھٹو تعاون کے لئے بے چین ہیں لیکن ہم ایسا نہیں چاہتے۔

ججوں نے پی سی او کو درست سمجھا

چیف ایگزیکٹو کے مشیر جاوید جبار نے کہا ہے کہ 104 میں سے 91 ججوں نے پی سی او کو درست سمجھ کر حلف اٹھایا ہے۔ عدلیہ آزاد ہے۔

لاہور ہائی کورٹ بار میں ہنگامہ

ہائی کورٹ کے وکلاء کی تنظیم لاہور ہائی کورٹ بار میں اس وقت سخت ہنگامہ ہوگیا جب پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والوں کے حق میں مذمت کی قرارداد پیش کی گئی۔ ہنگامے کی وجہ سے قرارداد منظور نہ ہوسکی۔

امریکی بیان کافی سخت ہے : بی بی سی

برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی نے کہا ہے کہ پی سی او کے تحت حلف کے بارے میں امریکہ کا بیان کافی سخت ہے۔ تاہم بی بی سی کے خیال میں انتہاپسندوں کے متعلق پالیسی دوہرانے کا مطلب پاکستان کو وارننگ دینا نہیں۔ امریکہ کے اس تازہ بیان کے باعث امریکی صدر کلنٹن کا دورہ جنوبی ایشیا متاثر ہو سکتا ہے۔

حکومت کی برطرفی نیا بنچ بن گیا

سپریم کورٹ نے حکومت کی برطرفی کے سوال پر کیس کی سماعت کیلئے سپریم کورٹ کے تمام موجودہ سات ججوں پر مشتمل نیا بنچ بنا دیا ہے۔ اس کیس کی سماعت 31۔ جنوری کو ہوگی۔ بنچ کی سربراہی چیف جسٹس ارشاد حسن خان کریں گے۔

دو نئے ارکان نے حلف اٹھالیا

نیشنل سیکیورٹی کونسل اور وفاقی کابینہ میں دو نئے ارکان نے حلف اٹھالیا۔ محمد شفیع نیاز نے سیکیورٹی کونسل کے رکن کے طور پر جبکہ جناب ڈیرک سپرین نے وفاقی کابینہ کے رکن کے طور پر حلف اٹھایا۔

پاکستان فائنل میں

پاکستان بھارت اور آسٹریلیا کے درمیان تین ملکی ون ڈے کرکٹ ٹورنامنٹ میں پاکستان بھارت کو ہرا کر فائنل میں پہنچ گیا۔

یہ مارشل لاء نہیں

اٹارنی جنرل عزیز اے منشی نے کہا ہے کہ ججوں کا نیا حلف مارشل لاء نہیں قانون تحفظ ہے۔ نیا حلف ججوں کو انصاف کی فراہمی سے نہیں روکے گا۔

ماہانہ خریداران الفضل

متوجہ ہوں

حلقہ دارالرحمت شرقی، دارالبرکات، گولبازار واقصیٰ روڈ، ریلوے روڈ، نصیر آباد کے خریداران جو ماہانہ بل ادا کرتے ہیں۔ انکو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس حلقہ کے ہاکر صدیق احمد صاحب کو اخبار تقسیم کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ لہذا ماہ جنوری 2000ء کے بل کی رقم انہیں ادا نہ کریں۔ بلکہ نئے ہاکر کو ادا کریں۔ نیز جن خریداران کو اخبار نہ ملے وہ فوری طور پر دفتر الفضل اور احسان جنرل سٹور گولبازار ربوہ فون 211006 پر نام اور مکمل پتہ نوٹ کروادیں۔ انشاء اللہ اخبار پہنچ جائے گی۔

سلمان نیوز ایجنسی ربوہ